۳

عبادت

لغوی تحقیق

عربی زبان میں عبودۃ عبودیہ اور عبدیۃ کے اصل معنی خضوع اور تذلّل کے ہیں۔یعنی تابع ہو جانا، رام ہو جانا، کسی کے سامنے اس طرح سپر ڈال دینا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی مزاحمت یا انحراف وسرتابی نہ ہو، اور وہ اپنے منشا کے مطابق جس طرح چاہے خدمت لے۔ اسی اعتبار سے اہلِ عرب اُس اونٹ کو بعیر مُعبّد کہتے ہیں جو سواری کے لیے پوری طرح رام ہو چکا ہو، اور اس راستے کو طریقِ معبّد جو کثرت سے پامال ہو کر ہموار ہو گیا ہو۔ پھر اسی اصل سے اس مادّہ میں غلامی، اطاعت، پوجا، ملازمت اور قید یا رُکاوٹ کے مفہومات پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ عربی لغت کی سب سے بڑی کتاب ''السان العرب'' میں اس کی جو تشریح کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ اَلْعَبْدُ، اَلْمَمْلُوْکُ خِلَافُ الْحُرّ۔ عبد وہ ہے جو کسی کی ملک ہو اور یہ لفظ حُر (آزاد) کی ضد ہے۔ تَعَبَّدَالرَّجُلَ '' آدمی کو غلام بنالیا اس کے ساتھ غلام جیسا معاملہ کیا۔ یہی معنی عَبَّدَہٗ، اَعْبَدَ اور اعتَبَدَہٗ کے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ ثَلٰثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ، رَجُلٌ اِعْتَبَدَ مُحَرَّرًا، (وفی روایۃ اعبد محررًا) تین آدمی ہیں جن کے خلاف قیامت کے دن میں مستغیث بنوں گا۔ من جملہ ان کے ایک وہ شخص ہے جو کسی آزاد کو غلام بنانے یا غلام کو آزاد کرنے کے بعد پھر اس سے غلام کا سا معاملہ کرے۔'' حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا تھا: وَتِلْکَ نِعْمَۃٌ تَمُنُّھَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیۤ اِسْرَآئِیْلَ ''اور تیرا وہ احسان جس کا طعنہ تو مجھے دے رہا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا۔''

۲۔ اَلْعِبَادَۃُ اَلطَّاعَۃُ مَعَ الْخُضُوْعِ ''عبادت اس طاعت کو کہتے ہیں، جو پوری فرماں برداری کے ساتھ ہو۔'' عَبَدَ الطَّاغُوْتَ اَیْ اَطَاعَہٗ '' طاغوت کی عبادت کی، یعنی اس کا فرماں بردار ہو گیا۔'' اِیَّاکَ نَعْبُدُ، اَیْ نُطِیْعُ الطَّاعَۃَ الَّتِیْ یَخْضَعُ مَعَھَا ''ہم تیری عبادت

کرتے ہیں یعنی ہم تیری اطاعت پوری فرماں برداری کے ساتھ کرتے ہیں۔ ''اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ اَیْ اَطِیْعُوْا رَبَّکُمْ ''اپنے رب کی عبادت کرو، یعنی اس کی اطاعت کرو۔'' قَوْمُھُمَا لَنَا عَابِدُوْنَ ای دَائِنُوْنَ و کل من دان لملك فھو عابد له وقال ابن الانباری فلان عابد وھو الخاضع لربّه المستسلم المنقاد لامره۔ یعنی فرعون نے جو یہ کہا تھا کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ کی قوم ہماری عابد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری تابع فرمان ہے۔ جو شخص کسی بادشاہ کا مطیع ہے وہ اس کا عابد ہے۔ اور ابن الانباری کہتا ہے فلان عابد کے معنی ہیں ''وہ اپنے مالک کا فرماں بردار اور اس کے حکم کا مطیع ہے۔ 88

۳۔ عبده عبادة ومعبدًا ومعبدة تألّه له، ''اس کی عبادت کی، یعنی اس کی پوجا کی۔'' التعبد التنسك، ''تعبّد سے مراد ہے کسی کا پرستار اور پجاری بن جانا۔'' شاعر کہتا ہے اری المال عند الباخلین معبّدًا۔ ''میں دیکھتا ہوں کہ بخیلوں کے ہاں روپیہ پجتا ہے۔''

۴۔ عبده وعبدبه لزمهٗ فلم یفارقه، ''عَبَدَہٗ اور عَبَدَبِہٖ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ وابستہ ہو گیا اور جدا نہ ہوا، اس کا دامن تھام لیا اور چھوڑا نہیں۔''

۵۔ ماعبدك عنی ای ماحبسك۔ جب کوئی شخص کسی کے پاس آنے سے رک جائے، تو وہ یوں کہے گا کہ ماعبدك عنّی، ''یعنی کس چیز نے تجھے میرے پاس آنے سے روک دیا''

اس تشریح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مادۂ عبد کا اساسی مفہوم کسی کی بالادستی و برتری تسلیم کر کے اس کے مقابلہ میں اپنی آزادی و خودمختاری سے دست بردار ہو جانا، سرتابی و مزاحمت چھوڑ دینا اور اس کے لیے رام ہو جانا ہے یہی حقیقت بندگی و غلامی کی ہے۔ لہٰذا اس لفظ سے اوّلین تصوّر جو ایک عرب کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ بندگی و غلامی (۱) ہی کا تصور ہے۔ پھر چوں کہ غلام کا اصلی کام اپنے آقا کی اطاعت و فرماں برداری ہے، اس لیے لازماً اس کے ساتھ ہی اطاعت (۲) کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ اور جب کہ ایک غلام اپنے آقا کی بندگی و اطاعت میں محض اپنے آپ کو سپرد ہی نہ کر چکا ہو بلکہ اعتقاداً اس کی برتری کا قائل اور اس کی بزرگی کا معترف بھی ہو، اور اس کی مہربانیوں پر شکر و احسان مندی کے جذبہ سے بھی سرشار ہو، تو وہ اس کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا ہے، مختلف طریقوں سے اعترافِ نعمت کا اظہار کرتا ہے اور طرح طرح سے مراسمِ بندگی بجالاتا ہے۔ اسی کا نام پرستش (۳) ہے اور یہ تصور عبدیّت کے مفہوم میں صرف اس وقت شامل ہوتا ہے جب کہ غلام کا محض سر ہی آقا کے سامنے جھکا ہوا نہ ہو بلکہ اس کا دل بھی جھکا ہوا ہو۔ رہے باقی دو

تصورات تو وہ دراصل عبدیّت کے ضمنی تصورات ہیں، اصلی اور بنیادی نہیں ہیں۔

لفظِ عبادت کا استعمال قرآن میں

اس لغوی تحقیق کے بعد جب ہم قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کتابِ پاک میں یہ لفظ تمام تر پہلے تین معنوں میں استعمال ہوا ہے کہیں معنیٔ اوّل ودوم ایک ساتھ مراد ہیں، کہیں معنیٔ دوم اور کہیں صرف معنیٔ سوم مراد لیے گئے ہیں، اور کہیں تینوں معنی بیک وقت مقصود ہیں۔

عبادت بمعنی غلامی واطاعت

پہلے اور دوسرے معنی کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ o اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ o فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ o (مومنون: ۴۵-۴۷)

''پھر ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیوں اور صریح دلیلِ ماموریت کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیانِ سلطنت کی طرف بھیجا۔ مگر وہ تکبر سے پیش آئے، کیوں کہ وہ بااقتدار لوگ تھے۔ انھوں نے کہا کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں کا کہا مان لیں اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری عابد ہے۔''

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ o (الشعراء: ۲۲)

''(فرعون نے جب موسیٰؑ کو طعنہ دیا کہ ہم نے تجھے اپنے ہاں بچپن سے پالا ہے تو موسیٰؑ نے کہا) اور تیرا وہ احسان جس کا تو مجھے طعنہ دے رہا ہے۔ یہی تو ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو اپنا عبد بنالیا۔''

دونوں آیتوں میں عبادت سے مراد غلامی اور اطاعت وفرماں برداری ہے۔ فرعون نے کہا موسیٰؑ اور ہارون کی قوم ہماری عابد ہے، یعنی ہماری غلام ہے اور ہمارے فرمان کی تابع ہے۔ اور حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ تو نے بنی اسرائیل کو اپنا عبد بنالیا ہے، یعنی انھیں غلام بنالیا ہے اور ان سے من مانی خدمت لیتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۔ (البقرہ: ۱۷۲)

''اے ایمان لانے والو! اگر تم ہماری عبادت کرتے ہو تو ہم نے جو پاک چیزیں تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو۔''

اس آیت کا موقع و محل یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ اپنے مذہبی پیشواؤں کے احکام اور اپنے آباؤ اجداد کے اوہام کی پیروی میں کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق طرح طرح کی قیود کی پابندی کرتے تھے۔ جب ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اگر تم ہماری عبادت کرتے ہو، تو ان ساری پابندیوں کو ختم کرو اور جو کچھ ہم نے حلال کیا ہے اسے حلال سمجھ کر بے تکلف کھاؤ پیو۔'' اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر تم اپنے پنڈتوں اور بزرگوں کے نہیں بلکہ ہمارے بندے ہو، اور اگر تم نے واقعی ان کی اطاعت و فرماں برداری چھوڑ کر ہماری اطاعت و فرماں برداری قبول کی ہے تو اب تمھیں حلّت و حرمت اور جواز و عدمِ جواز کے معاملہ میں ان کے بنائے ہوئے ضابطوں کی بجائے ہمارے ضابطہ کی پیروی کرنا ہوگی۔ لہٰذا یہاں بھی عبادت کا لفظ غلامی اور اطاعت ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَاللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ (المائدۃ:۶۰)

''کہو میں بتاؤں تمھیں کہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ برا انجام کن لوگوں کا ہے؟ وہ جن پر اللہ کی پھٹکار ہوئی اور اس کا غضب ٹوٹا، جن میں سے بہت سے لوگ بندر اور سؤر تک بنادیے گئے، جنھوں نے طاغوت کی عبادت کی''

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ (النحل:۳۶)

''ہم نے ہر قوم میں ایک پیغمبر یہ تعلیم دینے کے لیے بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی عبادت سے باز رہو۔''

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۔ (الزمر:۱۷)

''اور خوش خبری ہے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے طاغوت کی عبادت کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کیا۔''

تینوں آیتوں میں طاغوت کی عبادت سے مراد طاغوت کی غلامی اور اطاعت ہے، جیسا کہ اس سے پہلے ہم اشارہ کر چکے ہیں، قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد ہر وہ ریاست واقتدار اور ہر وہ راہ نُمائی وپیشوائی ہے جو خدا سے باغی ہوکر خدا کی زمین میں اپنا حکم چلائے اور اس کے بندوں کو زور وجبر سے یا تحریص واطماع سے یا گم راہ کن تعلیمات سے اپنے تابع امر بنائے۔ ایسے ہر اقتدار اور ایسی ہر پیشوائی کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا اور اس کی بندگی اختیار کر کے اس کا حکم بجا لانا طاغوت کی عبادت ہے۔

عبادت بمعنی اطاعت

اب ان آیات کو لیجیے جن میں عبادت کا لفظ صرف معنی دوم میں استعمال ہوا ہے۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿ (یٰسٓ: ٦٠)

”اے بنی آدم! کیا مَیں نے تمھیں تاکید نہ کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ کیوں کہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔“

ظاہر ہے کہ شیطان کی پرستش تو دنیا میں کوئی بھی نہیں کرتا۔ بلکہ ہر طرف سے اس پر لعنت اور پھٹکار ہی پڑتی ہے۔ لہٰذا بنی آدم پر جو فردِ جرم اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے روز لگائی جائے گی، وہ اس بات کی نہ ہوگی کہ انھوں نے شیطان کی پوجا کی بلکہ اس بات کی ہوگی کہ وہ شیطان کے کہنے پر چلے اور اس کے احکام کی اطاعت کی اور جس جس راستہ کی طرف وہ اشارہ کرتا گیا اس پر دوڑے چلے گئے۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ...... وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۔ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۔

(الصّٰفّٰت: ٢٢۔٣٠)

”(جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ فرمائے گا) تمام ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو اور معبودانِ غیر اللہ کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے جمع کرو اور انھیں جہنم کا راستہ دکھاؤ...... پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے ردّ وکد کرنے لگیں گے۔

عبادت کرنے والے کہیں گے کہ تم وہی لوگ تو ہو جو خیر کی راہ سے ہمارے پاس آتے تھے۔ ان کے معبود جواب دیں گے کہ اصل میں تم خود ایمان لانے پر تیار نہ تھے ہمارا کوئی زور تم پر نہ تھا۔ تم آپ ہی نافرمان لوگ تھے۔''

اس آیت میں عابدوں اور معبودوں کے درمیان جو سوال و جواب نقل کیا گیا ہے اس پر غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں معبودوں سے مراد بت اور دیوتا نہیں ہیں جن کی پوجا کی جاتی تھی، بلکہ وہ پیشوا اور راہ نُما ہیں جنھوں نے سجادوں اور تسبیحوں اور جُبّوں اور گلیموں سے بندگانِ خدا کو دھوکا دے دے کر اپنا معتقد بنایا جنھوں نے اصلاح اور خیر خواہی کے دعوے کر کے کر کے شر اور فساد پھیلائے۔ ایسے لوگوں کی اندھی تقلید اور ان کے احکام کی بے چون و چرا اطاعت کرنے ہی کو یہاں عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۔ (التوبہ:۳۱)

''انھوں نے اپنے علما اور مشائخ کو خدا کی بجائے اپنا رب بنالیا اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انھیں ایک الٰہ کے سوا کسی کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔''

یہاں علما اور مشائخ کو رب بنا کر عبادت کرنے سے مراد انھیں امر و نہی کا مختار اور خدا و پیغمبر کی سند کے بغیر ان کے احکام کی اطاعت بجالانا ہے۔ اسی معنی کی تصریح روایاتِ صحیحہ میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے۔ جب آپ سے عرض کیا گیا کہ ہم نے علما اور مشائخ کی پرستش تو کبھی نہیں کی۔ تو آپؐ نے جواب دیا کہ جس چیز کو انھوں نے حلال ٹھہرایا، کیا تم نے اسے حلال نہیں سمجھ لیا؟ اور جسے انھوں نے حرام قرار دیا کیا تم نے اسے حرام نہیں بنالیا؟

عبادت بمعنی پرستش:

اب تیسرے معنی کی آیات کو لیجیے۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قرآن کی رُو سے عبادت بمعنی پرستش میں دو چیزیں شامل ہیں۔

ایک یہ کہ کسی کے لیے سجدہ و رکوع اور دست بستہ قیام اور طواف اور آستانہ بوسی اور نذر و نیاز اور قربانی وغیرہ کے وہ مراسم ادا کیے جائیں جو بالعموم پرستش کی غرض سے ادا کیے جاتے ہیں قطع نظر اس سے کہ اسے مستقل بالذات معبود سمجھا جائے یا بڑے معبود کے ہاں تقرب اور سفارش کا ذریعہ سمجھ کر ایسے کیا

جائے، یابڑے معبود کے ماتحت خدائی کے انتظام میں شریک سمجھتے ہوئے یہ حرکت کی جائے۔

دُوسرے یہ کہ کسی کو عالمِ اسباب پر ذی اقتدار خیال کر کے اپنی حاجتوں میں اس سے دعا مانگی جائے، اپنی تکلیفوں اور مصیبتوں میں اس کو مدد کے لیے پکارا جائے اور خطرات ونقصانات سے بچنے کے لیے اس سے پناہ مانگی جائے۔

یہ دونوں قسم کے فعل قرآن کی رُو سے یکساں پرستش کی تعریف میں آتے ہیں۔

مثالیں

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ۔ (المومن۔۶۶)

"کہو، مجھے تو اس سے منع کر دیا گیا ہے کہ اپنے رب کی طرف سے صریح ہدایات پا لینے کے بعد میں ان کی پرستش کروں جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو"

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ...... فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ۔ (مریم:۴۸۔۴۹)

"(ابراہیمؑ نے کہا) مَیں تمھیں اور اللہ کے ماسوا جنہیں تم پکارتے ہو، ان سب کو چھوڑتا ہوں۔ اور اپنے رب کو پکارتا ہوں......پس جب وہ ان سے اور ان کے سوا جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ ان سب سے الگ ہو گیا تو ہم نے اُسے اسحٰق جیسا بیٹا دیا......"

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ ۔ (الاحقاف:۵۔۶)

"اور اس سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر انھیں پکارے جو قیامت تک اُس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے، جنھیں خبر تک نہیں کہ انھیں پکارا جارہا ہے۔ اور جو روزِ حشر میں (جب کہ لوگ جمع کیے جائیں گے) اپنے ان پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔"[1]

---

[1] یعنی صاف کہیں گے کہ نہ ہم نے ان سے کہا کہ ہماری عبادت کرو اور نہ ہمیں اس کی کبھی خبر ہوئی کہ یہ ہماری عبادت کرتے تھے۔

تینوں آیتوں میں قرآن نے خود ہی تصریح کر دی ہے کہ یہاں عبادت سے مراد دعا مانگنا اور مدد کے لیے پکارنا ہے۔

- بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۔ (سبا-۴۱)

''بلکہ وہ جنّوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر ان پر ایمان لائے ہوئے تھے۔''

یہاں جنّوں کی عبادت اور ان پر ایمان لانے سے جو کچھ مراد ہے اس کی تشریح سورۂ جن کی یہ آیت کرتی ہے۔

وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ ۔ (الجن:۶)

''اور یہ کہ انسانوں میں سے بعض اشخاص جنوں میں سے بعض اشخاص کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جنّوں کی عبادت سے مراد ان کی پناہ ڈھونڈنا ہے اور خطرات ونقصانات کے مقابلہ میں ان سے حفاظت طلب کرنا ہے اور ان پر ایمان لانے سے مراد ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا ہے کہ وہ پناہ دینے اور حفاظت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ...... (الفرقان:۱۷-۱۸)

''جس روز اللہ انھیں اور ان کے معبودوں کو جمع کرے گا جن کی یہ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے تو وہ ان سے پوچھے گا کہ میرے ان بندوں کو تم نے بہکایا تھا یا خود راہِ راست سے بہک گئے؟ وہ عرض کریں گے سبحان اللہ! ہمیں کب زیبا تھا کہ حضور کو چھوڑ کر کسی کو ولی و رفیق بنائیں۔''

یہاں اندازِ بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معبودوں سے مراد اولیا اور صلحا ہیں اور ان کی عبادت سے مراد انھیں بندگی کی صفات سے بالاتر اور خدائی کی صفات سے متصف سمجھنا، انھیں غیبی امداد اور مشکل کشائی وفریادرسی پر قادر خیال کرنا اور ان کے لیے تعظیم کے وہ مراسم ادا کرنا جو پرستش کی حد تک پہنچے ہوئے ہوں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا

يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۔ (سبا:۴۰۔۴۱)

''جس روز اللہ سب کو اکٹھا کرے گا، پھر فرشتوں[1] سے پوچھے گا، کیا وہ تم ہو جن کی یہ لوگ عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے، سبحان اللہ! ہمیں ان سے کیا تعلق؟ ہمارا تعلق تو آپ سے ہے۔''

یہاں فرشتوں کی عبادت سے مراد ان کی پرستش ہے جو ان کے استھان اور ہیکل اور خیالی مجسمے بنا کر کی جاتی تھی اور اس پوجا سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ انھیں خوش کر کے ان کی نظرِ عنایت اپنے حال پر مبذول کرائی جائے، اور اپنے دنیوی معاملات میں ان سے مدد حاصل کی جائے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔ (یونس:۱۸)

''وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے تھے جو نہ انھیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔ (الزمر:۳)

''جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا ولی بنا رکھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں''

یہاں بھی عبادت سے مراد پرستش ہے اور اُس غرض کی بھی تشریح کر دی گئی ہے جس کے لیے یہ پرستش کی جاتی ہے۔

عبادت بمعنی بندگی واطاعت و پرستش

اُوپر کی مثالوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن میں عبادت کا لفظ کہیں غلامی واطاعت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، کہیں مجرّد اطاعت کے معنی میں۔ اب قبل اس کے کہ ہم وہ مثالیں پیش کریں جن میں یہ لفظ عبادت کے ان تینوں مفہومات کا جامع ہے، ایک مقدمہ ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔

اُوپر جتنی مثالیں پیش کی گئی ہیں ان سب میں اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کا ذکر ہے۔ جہاں عبادت سے مراد غلامی واطاعت ہے وہاں معبود یا تو شیطان ہے یا وہ باغی انسان ہیں جنہیں

[1] یہی فرشتے دوسری مشرک قوموں میں دیوتا (Gods) قرار دیے گئے تھے، اور اہلِ عرب انھیں خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

نے طاغوت بن کر خدا کے بندوں سے خدا کی بجائے اپنی بندگی واطاعت کرائی، یا وہ راہ نُما و پیشوا ہیں جنھوں نے کتاب اللہ سے بے نیاز ہوکر اپنے خود ساختہ طریقوں پر لوگوں کو چلایا۔ اور جہاں عبادت سے مراد پرستش ہے وہاں معبود یا تو اولیا، انبیا اور صلحا ہیں جنھیں ان کی تعلیم وہدایت کے خلاف معبود بنایا گیا، یا فرشتے اور جن ہیں جنھیں محض غلط فہمی کی بنا پر فوق الطبیعی ربوبیت میں شریک سمجھ لیا گیا، یہ خیالی طاقتوں کے بت اور تماثیل ہیں جو محض شیطانی اغوا سے مرکزِ پرستش بن گئے۔ قرآن ان تمام اقسام کے معبودوں کو باطل اور ان کی عبادت کو غلط ٹھہراتا ہے، خواہ ان کی غلامی کی گئی ہو یا اطاعت یا پرستش، وہ کہتا ہے کہ تمھارے یہ سب معبود جن کی تم عبادت کرتے رہے ہو، اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔ نہ انھیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ان کی عبادت کی جائے اور نہ ان کی عبادت سے بجز نامرادی اور ذلت ورسوائی کے تمھیں کچھ حاصل ہوسکتا ہے۔ حقیقت میں ان کا اور ساری کائنات کا مالک اللہ ہی ہے، اس کے ہاتھ میں تمام اختیارات ہیں لہٰذا عبادت کا مستحق اکیلے اللہ کے سوا کوئی نہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ .... وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۔ (الاعراف:۱۹۴۔۱۹۷)

”اللہ کو چھوڑ کر جنھیں تم پکارتے ہو وہ تو محض بندے ہیں، جیسے تم خود بندے ہو، انھیں پکار کر دیکھ لو۔ اگر تمھارا عقیدہ ان کے بارے میں صحیح ہے تو وہ تمھاری پکار کا جواب[1] دیں...... اللہ کے سوا جنھیں تم پکارتے ہو وہ نہ تو تمھاری کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد پر قادر ہیں۔“

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۔ (الانبیا:۲۶۔۲۸)

”یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے کسی کو بیٹا بنایا۔ بالاتر ہے وہ اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔ جنھیں یہ اس کی اولاد کہتے ہیں وہ دراصل اس کے بندے ہیں جنھیں عزت دی گئی ہے ان کی اتنی مجال نہیں کہ وہ خود سبقت کر کے اللہ کے حضور کچھ

---

[1] جواب دینے سے مراد جواب میں پکارنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد جوابی کارروائی کرنا ہے جیسا کہ اس سے پہلے ہم اشارہ کر چکے ہیں۔

عرض کر سکیں بلکہ جیسا وہ حکم دیتا ہے اسی کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ ان پر ظاہر ہے اسے بھی اللہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے پوشیدہ ہے اس کی بھی اللہ کو خبر ہے۔ وہ اللہ کے حضور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ جس کی سفارش خود اللہ ہی قبول کرنا چاہے اور ان کا حال یہ ہے کہ اللہ کے خوف سے سہمے رہتے ہیں[1]۔"

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا۔ (زخرف۔۱۹)

"ان لوگوں نے فرشتوں کو جو دراصل رحمٰن کے بندے ہیں دیویاں بنا رکھا ہے"

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ (الصّٰفّٰت:۱۵۸)

"انھوں نے جنّوں کے اور خدا کے درمیان نسبی تعلق فرض کر لیا ہے حالانکہ جن خود بھی جانتے ہیں کہ ایک دن انھیں حساب کے لیے اس کے حضور پیش ہونا ہے"

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا۔ (النسا:۱۷۲)

"نہ مسیح نے کبھی اسے اپنے لیے عار سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرّب فرشتوں نے۔ اور جو کوئی اس کی بندگی و غلامی میں عار سمجھے اور تکبر کرے (وہ بھاگ کر جا کہاں سکتا ہے) ایسے سب لوگوں کو اللہ اپنے حضور کھینچ بلائے گا۔"

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۔ (الرحمٰن:۵۔۶)

"سورج اور چاند سب گردش میں لگے ہیں اور تارے اور درخت خدا کے آگے سرِ اطاعت جھکائے ہوئے ہیں۔"

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ۔ (بنی اسرائیل:۴۴)

"ساتوں آسمان اور زمین اور جس قدر موجودات آسمان و زمین میں ہیں سب کے سب اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔"

---

[1] ان معزز بندوں سے مراد فرشتے ہیں۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔ (الروم:۲۶)

''آسمانوں اور زمین کی کل موجودات اس کی مِلک ہے اور ساری چیزیں اس کے فرمان کی تابع ہیں۔''

مَامِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۔ (ہود:۵۶)

''کوئی جاندار ایسا نہیں جو اللہ کے قبضہ قدرت میں جکڑا ہوا نہ ہو۔''

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۔ (مریم:۹۳۔۹۵)

''زمین اور آسمانوں کے باشندوں میں سے کوئی نہیں جو رحمٰن کے سامنے غلام کی حیثیت سے پیش ہونے والا نہ ہو۔ اس نے سب کا شمار کر رکھا ہے اور قیامت کے روز سب اس کے حضور فرداً فرداً پیش ہوں گے''

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (آل عمران:۲۶)

''کہو! خدایا! ملک کے مالک! تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

اس طرح ان سب کو جن کی عبادت کسی شکل میں کی گئی ہے، اللہ کا غلام اور بے اختیار ثابت کر دینے کے بعد قرآن تمام جنّ وانس سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہر مفہوم کے لحاظ سے عبادت صرف اللہ کی ہونی چاہیے۔ غلامی ہو تو اس کی، اطاعت ہو تو اُس کی پرستش ہو تو اس کی، ان میں سے کسی نوع کی عبادت کا شائبہ تک بھی غیر اللہ کے لیے نہ ہو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۔ (النحل:۳۶)

''ہم نے ہر قوم میں ایک رسول یہی پیغام دے کر بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی عبادت سے پرہیز کرو۔''

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ (الزمر:۱۷)

''خوش خبری ہے ان کے لیے جنھوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا اور اللہ کی طرف رجوع کرلیا۔''

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ (یٰس: ٦٠-٦١)

''اے بنی آدم! کیا مَیں نے تمھیں تاکید نہ کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اور میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔''

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ...... وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ج (التوبہ: ٣١)

''انھوں نے اللہ کی بجائے اپنے علما اور مشائخ کو اپنا رب بنالیا، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ (البقرہ: ١٧٢)

''اے ایمان لانے والو! اگر تم نے واقعی ہماری عبادت اختیار کی ہے تو جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں بے تکلف کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو۔''

ان آیات میں اللہ کے لیے اس عبادت کو مخصوص کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو بندگی و غلامی اور اطاعت و فرماں برداری کے معنی میں ہے۔ اور اس کے لیے صاف قرینہ موجود ہے کہ طاغوت اور شیطان اور احبار و رہبان اور آبا و اجداد کی اطاعت و بندگی سے پرہیز کر کے اللہ کی اطاعت و بندگی اختیار کرنے کی ہدایت کی جارہی ہے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (المومن: ٦٦)

''کہو، مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ میں اپنے رب کو چھوڑ کر ان کی عبادت کروں جنھیں تم اللہ کے بجائے پکارتے ہو، جب کہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس بیّنات بھی آچکی ہیں۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ربّ العٰلمین

کے آگے سر تسلیم خم کروں۔"

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝ (المومن:٦٠)

"اور تمھارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو، مَیں تمھاری پکار کا جواب دوں گا۔ اور جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ یقیناً جہنم میں جھونکے جائیں گے۔"

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ۔ (فاطر:١٣-١٤)

"وہی اللہ تمھارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے، اس کے سوا تم جن کو پکارتے ہو ان کے اختیار میں ذرّہ برابر کچھ نہیں۔ تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار سن نہیں سکتے اور سن بھی لیں تو جواب نہیں دے سکتے۔ اور قیامت کے روز وہ تمھارے اس شرک کا انکار کریں گے۔"

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (المائدہ:٧٦)

"کہو، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمھیں نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں، نہ نفع پہنچانے کی، سب کچھ سننے اور جاننے والا تو اللہ ہی ہے"

ان آیات میں اس عبادت کو اللہ کے لیے مختص کرنے کی ہدایت کی گئی ہے جو پرستش کے معنی میں ہے۔ اور اس کے لیے بھی صاف قرینہ موجود ہے کہ عبادت کو دعا کے مترادف کی حیثیت سے استعمال کیا گیا ہے اور ماقبل و مابعد کی آیات میں ان معبودوں کا ذکر پایا جاتا ہے جنھیں فوق الطبیعی ربوبیت میں اللہ کا شریک قرار دیا جاتا ہے۔

اب کسی صاحبِ بصیرت آدمی کے لیے یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ جہاں جہاں قرآن میں اللہ کی عبادت کا ذکر ہے اور آس پاس کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں ہے جو لفظِ عبادت کو اس کے

مختلف مفہومات میں سے کسی ایک مفہوم کے لیے خاص کرتا ہو، ایسے تمام مقامات میں عبادت سے مراد، غلامی، اطاعت اور پرستش، تینوں مفہوم ہوں گے۔ مثال کے طور پر حسب ذیل آیات کو دیکھیے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ لا (طٰہٰ:۱۴)

''مَیں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں، لہٰذا میری ہی عبادت کر۔''

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ ۚ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ۔ (الانعام:۱۰۲)

''وہی اللہ تمھارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز کا خالق، لہٰذا تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر شے کی خبر گیری کا متکفل ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىکُمْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ O لا (یونس:۱۰۴)

''کہو، کہ اے لوگو! اگر تمھیں ابھی تک معلوم نہیں ہے کہ میرا دین کیا ہے تو تمھیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ مَیں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری رُوحیں قبض کرتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں ایمان لانے والوں میں شامل ہو جاؤں''

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ، اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۔ (یوسف:۴۰)

''اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے کوئی دلیلِ معبودیّت نازل نہیں کی ہے۔ اقتدار صرف اللہ کے لیے خاص ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ خود اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے یہی سیدھا طریقہ ہے۔''

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۔ (ہود:۱۲۳)

''آسمانوں اور زمین کی جس قدر حقیقتیں بندوں سے پوشیدہ ہیں ان کا علم اللہ ہی کو ہے اور سارے معاملات اسی کی سرکار میں پیش ہوتے ہیں۔ لہٰذا تو اسی کی عبادت کر اور اسی پر بھروسا رکھ۔''

لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا، رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۔ (مریم:۶۴-۶۵)

''جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہم سے پوشیدہ ہے اور جو کچھ ان دونوں حالتوں کے درمیان ہے، سب کا مالک وہی ہے، اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔ وہ مالک ہے آسمان اور زمین کا اور ان ساری چیزوں کا جو زمین و آسمان کے درمیان ہیں لہٰذا تو اسی کی عبادت کر اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہ۔''

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۔ (الکہف:۱۱۰)

''پس جو اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کی عبادت شریک نہ کرے۔''

کوئی وجہ نہیں کہ ان آیات اور ایسی ہی دوسری تمام آیات میں عبادت کے لفظ کو محض پرستش یا محض بندگی و اطاعت کے لیے مخصوص ٹھہرالیا جائے۔ اس طرح کی آیات میں دراصل قرآن اپنی دعوت پیش کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن کی دعوت یہی ہے کہ بندگی، اطاعت، پرستش جو کچھ بھی ہو اللہ کی ہو۔ لہٰذا ان مقامات پر عبادت کے معنی کو کسی ایک مفہوم میں محدود کرنا حقیقت میں قرآن کی دعوت کو محدود کرنا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کی دعوت کا ایک محدود تصور لے کر ایمان لائیں گے وہ اس کی ناقص و ناتمام پیروی کریں گے۔

............☆☆☆............